تصوف !

قرآن وسنت کی روشنی میں

ڈاکٹر بشیر احمد رِند

''تصوف'' کا مفہوم:

''تصوف'' کا اصل مادہ ''صوف'' ہے، جس کا معنی ہے ''اون''۔ اور ''تَصَوُّف'' کا لغوی معنی ہے ''اون کا لباس پہننا'' جیسے ''تَقَمُّص'' کا معنی ہے قمیص پہننا ۔ (۱)

صوفیاۂ کی اصطلاح میں اس کے معنی ہیں: اپنے اندر کا تزکیہ اور تصفیہ کرنا، یعنی اپنے نفس کو نفسانی کدورتوں اور رذائلِ اخلاق سے پاک وصاف کرنا اور فضائلِ اخلاق سے مزین کرنا۔ (۲) اور صوفیاء ایسے لوگوں کو کہا جاتا ہے جو اپنے ظاہر سے زیادہ اپنے اندر کے تزکیہ اور تصفیہ کی طرف توجہ دیتے ہیں اور دوسروں کو اسی کی دعوت دیتے ہیں۔

اب لفظ صوفیاۂ، اپنے لغوی معنی (اون کا لباس پہننے والے) میں استعمال نہیں ہوتا، بلکہ ایسے لوگوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جو اپنے اندر کے تزکیہ وتطہیر کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ اور اب یہ لفظ ایسے ہی لوگوں کے لیے لقب کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ چونکہ ابتدا میں ایسے لوگوں کا اکثر لباس صوف (اون) ہی ہوتا تھا، اس وجہ سے ان کا یہ نام پڑ گیا، اگر چہ بعد میں ان کا یہ لباس نہ رہا۔ (۳)

''تصوف'' کی اہمیت:

حدیث کی کتابوں میں ایک حدیث، حدیثِ جبریلؑ کے نام سے مشہور ہے، اس میں ہے کہ ایک دن جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ سوالات کیے، ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ: ''احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ: ''احسان یہ ہے کہ تم خدا کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو، اگر تم خدا کو دیکھ نہیں رہے (یعنی یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی) تو کم سے کم یہ یقین کر لو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے''۔ (۴)

بندہ کے دل میں اسی احسان کی کیفیت پیدا کرنے کا صوفیائ کی زبان میں دوسرا نام ’’تصوف‘‘ یا ’’سلوک‘‘ ہے۔’’تصوف‘‘ دراصل بندہ کے دل میں یقین اور اخلاص پیدا کرتا ہے۔’’تصوف‘‘ مذہب سے الگ کوئی چیز نہیں، بلکہ مذہب کی روح ہے۔جس طرح جسم روح کے بغیر مردہ لاش ہے، اسی طرح اللہ کی عبادت بغیر اخلاص کے بے قدر و قیمت ہے۔’’تصوف‘‘ بندہ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ذات کی محبت پیدا کرتا ہے اور خدا کی محبت بندہ کو مجبور کرتی ہے کہ وہ خلقِ خدا کے ساتھ محبت کرے، کیونکہ صوفی کی نظر میں خلقِ خدا، خدا کی عیال ہے اور کسی کے عیال کے ساتھ بھلائی عیال دار کے ساتھ بھلائی شمار ہوتی ہے۔

خدا کی ذات کی محبت بندہ کو خدا کی نافرمانی سے روکتی ہے اور بندگانِ خدا کی محبت بندہ کو ان کے حقوق غصب کرنے سے روکتی ہے، اس لیے صوفیائ حضرات کی زندگی حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پوری طرح ادا کرتے ہوئے گزرتی ہے۔ظاہر ہے کہ جو چیز انسان کو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بنائے اور اس کے بندوں کا خیرخواہ بنائے، اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔’’تصوف‘‘ اور اہلِ تصوف کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے علامہ اقبالؒ نے کہا تھا کہ: ’’ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں میں سے چھ کروڑ (۸۵ فیصد) مسلمان یقیناً اہلِ تصوف کے فیوض و برکات کا نتیجہ ہیں‘‘۔ (۵)

ہم اپنے اس مقالے میں ’’تصوف‘‘ کی ان باتوں کا قرآن وسنت کی روشنی میں تجزیہ کریں گے جو صوفیائ حضرات کے ہاں متفق علیہ ہیں۔صوفیائ حضرات جن باتوں پر زیادہ زور دیتے ہیں، وہ یہ ہیں:

۱:......اللہ تعالیٰ کی محبت۔

۲:......رسول اللہ ﷺ کی اطاعت۔

۳:......تزکیۂ نفس (اپنے نفس کو فضائلِ اخلاق سے آراستہ کرنا اور رذائلِ اخلاق سے پاک کرنا)۔

۴:...... برداشت اور رواداری۔

۵:......خدمتِ خلق۔

اب ہم ہر ایک بات کا قرآن وسنت کی روشنی میں تجزیہ کرتے ہیں:

۱:......اللہ تعالیٰ کی محبت

صوفیائ حضرات اپنی تعلیمات میں سب سے زیادہ جس چیز پر زور دیتے ہیں وہ عشق ومحبتِ خداوندی ہے، کیونکہ محبت ہی ایک ایسی چیز ہے جو محبّ کو اپنے محبوب کی اطاعت پر مجبور کرتی ہے اور اس کی نافرمانی سے روکتی ہے اور محبّ کے دل میں محبوب کی رضا کی خاطر ہر مصیبت وتکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کی قوت وصلاحیت پیدا کرتی ہے، اور محبت ہی وہ چیز ہے جو محبّ کو مجبور کرتی ہے کہ وہ ایسا عمل کرے جس سے محبوب راضی ہو اور ہر اس عمل وکردار سے باز رہے جس سے محبوب ناراض ہو، چنانچہ صوفیائ حضرات اگر زہد، تقویٰ، عبادت، ریاضت اور مجاہدے اختیار کرتے ہیں تو ان کا مقصد صرف

اور صرف خدا کی رضا حاصل کرنا ہوتا ہے۔ وہ جنت کی لالچ یا جہنم کے خوف سے خدا کی بندگی نہیں کرتے، چنانچہ حضرت رابعہ بصریہؒ اپنی ایک دعا میں فرماتی ہیں: ''خدایا! اگر میں تیری بندگی جنت کے لیے کرتی ہوں تو مجھے اس سے محروم رکھنا، اگر میں جہنم کے خوف سے تیری عبادت کرتی ہوں تو مجھے اس میں جھونک دینا، لیکن اگر میں تیری بندگی تجھے پانے کے لیے کرتی ہوں تو مجھے اپنے آپ سے محروم نہ رکھنا''۔ (۶)

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیر ازیں تمنائے

ترجمہ: ''فراق و وصل کیا ڈھونڈتا ہے، محبوب کی رضا مندی ڈھونڈ کہ محبوب سے محبوب کے سوا کی تمنا کرنا افسوس کی بات ہے''۔ (۷)

علامہ شبلیؒ تو یہاں تک فرماتے ہیں:

''**الصوفی لا یریٰ فی الدارین مع اللّٰہ غیر اللّٰہ**''۔ (۸)

ترجمہ: ''صوفی دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کے علاوہ اور کسی چیز کو نہیں دیکھتا۔''

امام ربانیؒ فرماتے ہیں: ''مقربین بارگاہِ الٰہی (یعنی صوفیائے حضرات) اگر بہشت چاہتے ہیں تو اس لیے نہیں کہ ان کا مقصد نفس کی لذت ہے، بلکہ اس لیے کہ وہ خدا کی رضا کی جگہ ہے۔ اگر وہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں تو اس لیے نہیں کہ اس میں رنج والم ہے، بلکہ اس لیے کہ وہ خدا کی ناراضی کی جگہ ہے، ورنہ ان کے لیے انعام اور رنج والم دونوں برابر ہیں، ان کا اصل مقصود رضائے الٰہی ہے''۔ (۹)

شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ فرماتے ہیں:

محبت سندو من ۾ ماڻڪ ٻارج مچ
ان پر اٿي اچ ته سودو ٿئي سڦرو (۱۰)

ترجمہ: ''اے موتی جیسے انسان! اپنے اندر خدا کی محبت کا اَلاؤ جلا دے، یہ راہ اختیار کروگے تو تمہارا لین دین کامیاب ہوگا۔''

عاشقن اللّٰہ ويرو تار نه وسري
اَھ کريندي ساھ کڏھن ويندو نڪري.

ترجمہ: ''خدا سے عشق کرنے والے اسے کبھی نہیں بھلاتے، کبھی عشق و محبت کی آہ بھرتے ہوئے ان کی روحیں پرواز ہو جائیں گی''۔ (۱۱)

اور یہی بات قرآن وسنت کی تعلیم ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''**وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ**''۔ (۱۲)

ترجمہ: ''اور جو لوگ مؤمن ہیں، وہ سب سے زیادہ اللہ ہی سے محبت کرتے ہیں''۔

ایک اور آیت میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’قُلْ إِنْ کَانَ آبَاؤُکُمْ وَأَبْنَآؤُکُمْ وَإِخْوَانُکُمْ وَأَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسَاکِنُ تَرْضَوْنَھَا أَحَبَّ إِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَأْتِیَ اللّٰہُ بِأَمْرِہٖ وَاللّٰہُ لاَ یَھْدِیْ الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ‘‘۔ (۱۳)

ترجمہ: ’’(اے رسول ﷺ! مسلمانوں سے) کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں اپنے باپ اور دادا اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور رشتے دار اور وہ تجارت جس کے مندا پڑے جانے سے تم بہت ڈرتے ہو، اور وہ مکانات جنہیں تم بہت عزیز رکھتے ہو، اگر ان میں سے کوئی چیز بھی تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول (ﷺ) سے اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ پیاری ہے تو پھر انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ صادر ہو جائے اور یاد رکھو کہ اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا‘‘۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’من أحب للّٰہ وأبغض للّٰہ و أعطی للّٰہ ومنع للّٰہ فقد استکمل الإیمان‘‘۔ (۱۴)

ترجمہ: ’’جس شخص کا یہ حال ہو کہ وہ اللہ ہی کے لیے محبت کرے اور اللہ ہی کے لیے بغض رکھے اور اللہ ہی کے لیے دے اور کسی کو کچھ دینے سے اللہ ہی کے لیے ہاتھ روکے تو اس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا‘‘۔

آپ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

’’اَللّٰھم اجعل حبک أحب إلی من نفسی وأھلی ومن الماء البارد‘‘۔ (۱۵)

ترجمہ: ’’اے اللہ! مجھے ایسا کر دے کہ تیری محبت اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال سے اور پیاس کے وقت ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہو‘‘۔

اور صوفیاءؒ حضرات اسی محبت کو اپنے دل میں اور اپنے مریدین کے دل میں پیدا کرنے کے لیے مجاہدے اور ریاضت کرتے ہیں اور کراتے ہیں۔

۲:......رسول اللہ ﷺ کی اطاعت

مسلمان صوفیاءؒ حضرات کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور اُن کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کیے بغیر معرفتِ خداوندی اور نجات کا حصول ناممکن ہے، چنانچہ امام ربانی شیخ احمد سرہندیؒ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

’’اس نعمتِ عظمیٰ یعنی معرفت خداوندی تک پہنچنا سیدالاولین والآخرین ﷺ کی

اتباع سے وابستہ ہے، آپ ﷺ کی اتباع کیے بغیر فلاح ونجات ناممکن ہے''۔

محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ(۱۶)

ترجمہ: ''اے سعدی! یہ ناممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی کیے بغیر خدائی معرفت اور تصفیہ قلب حاصل ہوسکے''۔

یہی بات قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اس طرح ارشاد فرماتے ہیں:

''قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ''۔(۱۷)

ترجمہ: ''اے پیغمبر! (ﷺ) آپ ان کو بتادیجیے کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، نتیجے میں اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے۔''

اس لیے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت خود خدا کی اطاعت ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ''۔ (۱۸)

ترجمہ: ''جس شخص نے خدا کے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔''

کیونکہ رسول اکرم ﷺ جو کچھ بولتے ہیں، وہ وحی الٰہی ہی ہوتا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے:

''وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ،إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى''۔ (۱۹)

ترجمہ: ''وہ (رسول اللہ ﷺ) اپنی خواہشات سے نہیں بولتے، وہ (جو کچھ تمہیں دے رہے ہیں) وہ وحی الٰہی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے''۔

اس لیے ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا:

''مَاآتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا''۔(۲۰)

ترجمہ: ''جو کچھ رسول (ﷺ) تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں رُک جاؤ۔''

آپ ﷺ کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کا اس وقت تک ایمان کامل ہی نہیں ہوسکتا، جب تک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر چیز سے زیادہ محبت نہ کرے اور اپنی ساری خواہشات رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے تابع نہ بنادے، چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''لایؤ من أحدکم حتیٰ أکون أحب إلیه من والده وولده والناس أجمعین''۔(۲۱)

ترجمہ: ''تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے والدین، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب نہ رکھے''۔

'' لایؤمن أحکم حتیٰ یکون هواه تبعاً لما جئت به''۔(۲۲)

ترجمہ: ''تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات میرے لائے ہوئے طریقے کے مطابق نہ ہوں''۔

۳: ......تزکیۂ نفس

صوفیائے حضرات جتنے مجاہدے، ریاضات اور عبادات کرتے ہیں یا ان کا اپنے معتقدین کو درس دیتے ہیں، ان کا اصل مقصد نفس کا تزکیہ اور تطہیر ہے۔ چنانچہ سندھ کے سدا حیات اور آفاقی شاعر، شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ فرماتے ہیں:

اکر پڙھ الف جو ٻيا ورق سڀ وسار
اندر تون اجار پنا پڙهندين ڪيترا (۲۳)

ترجمہ: ''اے دوست! چاہے ایک حرف ''الف'' ہی پڑھ لو، لیکن اپنے اندر کو پاک وصاف کرلو۔ اگر اندر کا تزکیہ وتطہیر نہیں کرتے تو زیادہ پڑھنے اور ورق گردانی کرنے کا کوئی فائدہ نہیں''۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن وسنت اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟!۔

قرآن مجید اور تزکیۂ نفس

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک دعا نقل کی ہے:

'' رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ''۔ (۲۴)

ترجمہ: ''اے ہمارے پروردگار! میری اولاد میں ان میں سے ہی ایک رسول بھیج، جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے اور اُنہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کے اندر کا تزکیہ کرے۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے ظاہر ہے کے کسی نبی کی بعثت، تلاوتِ آیات اور تعلیم کتاب وحکمت کا اصل مقصد لوگوں کے اندر کا تزکیہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کی بعثت کے مقاصد بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'' هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّيْنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ ''۔ (۲۵)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان میں سے ایک رسول بھیجا، جو اُنہیں خدائی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور اُنہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔''

اس آیت سے ظاہر ہے کے نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو خدائی آیات

سنائیں، ان کا تزکیہ کریں اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیں۔لیکن غور کیا جائے تو واضح ہوگا کہ نبی پاک ﷺ کی بعثت کا اصل مقصد تزکیہ ہی تھا، کیونکہ تلاوتِ آیات وتعلیم کتاب وحکمت کا اصل مقصد تو تزکیہ ہی ہے، کیونکہ اگر تعلیم سے تزکیۂ قلب وتطہیر نفس حاصل نہ ہو تو تعلیم وتعلم، درس وتدریس سب فضول ہے، جیسا کے بھٹائی صاحبؒ کے مذکورہ شعر سے واضح ہوتا ہے۔

ایک اور مقام پر ارشادِ باری ہے:

’’ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ‘‘۔ (۲۶)

ترجمہ: ’’ بے شک وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا اور وہ ناکام ونامراد ہوگیا جس نے اپنے نفس کو مٹی آلود کردیا‘‘۔

’’تصوف‘‘ جن رذائلِ اخلاق سے اپنے اندر کو پاک کرنے کی تعلیم دیتا ہے، وہ یہ ہیں:

بدنیتی، ناشکری، جھوٹ، وعدہ خلافی، خیانت، بددیانتی، غیبت وچغلی، بہتان، بدگوئی و بدگمانی، خوشامد وچاپلوسی، بخل وحرص، ظلم، فخر، ریاونمود اور حرام خوری، وغیرہ۔

اور جن چیزوں سے اپنے اندر کو سنوارنے کی تعلیم دیتا ہے، وہ یہ ہیں:

اخلاصِ نیت، ورع وتقویٰ، دیانت وامانت، عفت وعصمت، رحم وکرم، عدل وانصاف، عفو و درگزر، حلم وبردباری، تواضع وخاکساری، سخاوت وایثار، خوش کلامی وخودداری، استقامت واستغناء وغیرہ۔ (جیسا کہ ابوالقاسم قشیریؒ کی کتاب ’’رسالہ قشیریہ‘‘ اور علی ہجویریؒ کی کتاب ’’کشف المحجوب‘‘ اور ابونصرؒ کی کتاب ’’کتاب اللمع ‘‘ اور شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کی کتاب ’’شاہ جو رسالو‘‘ سے ظاہر ہے)۔اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن وسنت کا بیشتر حصہ ان ہی رذائلِ اخلاق سے بچنے اور فضائلِ اخلاق سے اپنے آپ کو مزین کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔فضائلِ اخلاق اور رذائلِ اخلاق پر سید سلیمان ندویؒ نے ’’سیرت النبیؐ ‘‘ کی چھٹی جلد لکھی ہے، جو ۴۱۳ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں انہوں نے سینکڑوں آیات واحادیث ذکر کی ہیں۔

اگر صرف ارکانِ اربعہ (چار اہم عبادات: نماز، روزہ، زکوٰۃ، اور حج) پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ قرآن وسنت نے ان کا مقصد ہی تزکیۂ نفس وتطہیرِ قلب بتایا ہے۔

نماز کے بارے میں قرآن مجید فرماتا ہے:

’’ إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ‘‘۔ (۲۷)

ترجمہ: ’’بے شک نماز بے حیائی اور برے اعمال سے روکتی ہے‘‘۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

’’ من لم تنهه صلٰوتهٗ عن الفحشاء و المنكر فلا صلٰوةَ لهٗ ‘‘۔ (۲۸)

ترجمہ: ’’جس کی نماز اُسے بے حیائی اور برے عمل سے نہ روکے، اس کی نماز، نماز ہی نہیں‘‘۔

روزہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ‘‘۔(۲۹)

ترجمہ: ’’(تم پر روزے اس لیے فرض کیے گئے) تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ‘‘۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

’’من لم یدَعْ قولَ الزور والعمل به فلیس للّٰه حاجة بأن یدَعَ طعامَهٗ وشرابَهٗ‘‘۔(۳۰)

ترجمہ: ’’جس نے برے قول اور برے عمل کو نہ چھوڑا، اُس کے بھوکے پیاسے رہنے کی خدا کو کوئی ضرورت نہیں‘‘۔

زکوٰۃ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا‘‘۔(۳۱)

ترجمہ: ’’ان کے اموال سے صدقہ وصول کر جس کے ذریعے ان کے اندر کی تطہیر اور تزکیہ کر۔‘‘

آپ ﷺ نے زکوٰۃ وصدقات کا مقصد بتاتے ہوئے فرمایا:

’’واتقوا الشح فإن الشح أهلک من کان قبلکم، حملهم علیٰ أن سفکوا دمائهم واستحلوا محارمهم‘‘۔(۳۲)

ترجمہ: ’’(زکوٰۃ وصدقات دیا کرو) اور نفس کی کنجوسی وبخل سے اپنے آپ کو بچاؤ، کیونکہ بخل وکنجوسی (نفس کا ایسا رذیل خلق ہے جس) نے تم سے پہلوں کو ہلاک کر ڈالا، جس کے سبب انہوں نے خونریزیاں کیں اور حرام چیزوں کو حلال گردانا‘‘۔

اس سے صاف ظاہر ہے زکوٰۃ، صدقات وانفاق فی سبیل اللہ کا اصل مقصد انسان کے اندر کا تزکیہ ہے۔

حج کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِيْ الْحَجِّ‘‘۔(۳۳)

ترجمہ: ’’جو شخص حج کے مہینوں میں حج کی نیت کرے، اُسے چاہیے کہ (عورتوں سے) چھیڑ چھاڑ نہ کرے، نافرمانی اور لڑائی جھگڑا نہ کرے‘‘۔

’’وَتَزَوَّدُوْا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی‘‘۔(۳۴)

ترجمہ: ’’سفر کا سامان اپنے ساتھ لے کر نکلو، کیونکہ بہترین توشہ تقویٰ ہے‘‘۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

’’من حج للّٰه فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته أمه‘‘۔(۳۵)

ترجمہ: ’’جس نے خدا کی رضا کے لیے حج کیا اور اس میں اپنے آپ کو گناہ اور

نافرمانی سے بچایا، وہ گناہوں سے ایسے پاک صاف ہوکر لوٹا جیسے گویا اس کی ماں نے آج اُسے جنم دیا ہے‘‘۔

ان آیات واحادیث سے صاف ظاہر ہوا کہ ارکانِ اربعہ کا اصل مقصد تزکیہ وتطہیرِ قلب ہی ہے، جس کا صوفیائ درس دیتے ہیں۔

مصادر ومراجع

۱......ہجویری، ابوالحسن سید علی بن عثمان: کشف المحجوب، اردو ترجمہ عبدالرحمٰن طارق، لاہور، ادارہ اسلامیات، طبع اول: ۲۰۰۵ء، ص: ۴۱۶۔

۲......چشتی، پروفیسر یوسف سلیم: تاریخ تصوف، لاہور، دارالکتاب، طبع اول: ۲۰۰۹ء، ص: ۱۱۵۔

۳......القشیری، ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن: الرسالۃ القشیریہ، ترجمہ محمد عبدالنصیر العلوی، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، ص: ۴۱۶۔

۴......البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل: صحیح البخاری، الریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع، طبع دوم: ۱۹۹۹ء، ص: ۱۲، حدیث: ۵۰۔

۵......بھٹو حافظ محمد موسیٰ: تصوف واہلِ تصوف، سندھ نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ حیدرآباد، ص: ۱۱۵۔

۶......مرزا قلیچ بیگ: مقالات الاولیاء، سندھ پرنٹنگ، پریس، نوشہری دروازہ شکارپور، ۱۹۲۷ء ص: ۱۵۔

۷......مولانا محمد زکریا: شریعت وطریقت کا تلازم، طبع اول: ۱۹۹۳ء، ص: ۱۰۲۔

۸......کشف المحجوب، ص: ۶۷۔

۹......امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی: مکتوبات امام ربانی، کراچی دارالاشاعت، طبع اول: ۲۰۰۶ء، مکتوب: ۳۵، جلد اول، ص: ۱۹۱۔

۱۰......بھٹائی شاہ عبداللطیفؒ: شاہ جو رسالو، مرتب کلیان آڈوانی، روشنی پبلیکیشن کنڈیارو، طبع اول، ۱۹۹۷ء، سُر سریراگ، داستان: اول، ص: ۱۱۴۔

۱۱......شاہ جو رسالو، سریمن کلیان، داستان: ۷، ص: ۹۴۔

۱۲......البقرۃ: ۱۶۵۔

۱۳......التوبہ: ۲۴۔

۱۴......الخطیب محمد بن عبداللہ: ’’مشکوٰۃ المصابیح‘‘ کراچی، قدیمی کتب خانہ، ص: ۱۴۔

۱۵......ایضاً، ص: ۲۲۰۔

۱۶......شیخ احمد سرہندی: مکتوبات، مکتوب: ۸۷، جلد اول، ص: ۲۷۹۔

۱۷......آل عمران: ۳۱۔

۱۸......النساء: ۸۰۔

۱۹......النجم: ۳، ۴۔

۲۰......النساء: ۸۰۔

۲۱......صحیح بخاری، کتاب الایمان، ص: ۶، حدیث: ۱۵۔ القشیری، ابوالحسین مسلم بن حجاج: صحیح مسلم، الریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع، طبع دوم: ۲۰۰۰ء، ص: ۴۱، حدیث: ۱۶۹۔

۲۲......مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۳۰۔

۲۳......شاہ جو رسالو: سریمن کلیان، ص: ۹۰۔

۲۴......البقرۃ: ۱۲۹۔

۲۵......الجمعۃ: ۲۔

۲۶......الشمس: ۹، ۱۰۔

۲۷......العنکبوت: ۴۵۔

۲۸......ابن ابی حاتم، بحوالہ ’’تفہیم القرآن، سید ابوالاعلیٰ مودودی، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، طبع: ۴۴، ۲۰۰۷ء، ج: ۳، ص: ۷۰۷۔

۲۹......البقرۃ: ۱۸۳۔

۳۰......ابوعیسیٰ: جامع ترمذی، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، طبع اول: ۱۹۹۹ء، حدیث: ۷۰۷۔

۳۱......التوبہ: ۱۰۳۔

۳۲......صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول، ص: ۱۶۴۔

۳۳......البقرۃ: ۱۹۷۔

۳۴......البقرۃ: ۱۹۷۔

۳۵......صحیح بخاری، کتاب الحج، حدیث: ۱۵۲۱۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، حدیث: ۳۲۹۱۔

(جاری ہے)